۳۔ ہر شاگرد کے ساتھ مساویانہ سلوک کرنا آسان ہوتا ہے۔

۴۔ شاگردوں کا اپنے استاد پر اعتماد بڑھ جاتا ہے۔

اگر اس ہدیے کو واپس کیا جائے تو دینے والے کو مذکورہ بعض اسباب بیان کر کے مطمئن کر لینا چاہیے۔ بصورت دیگر وہ یہ خیال کرے گا کہ اس کا تحفہ کمتر ہو کر مسترد کیا گیا ہے۔

اگر ہدیہ وصول کر لیا جائے تب بھی جائز ہے کیونکہ حضرت عائشہ اور انس وغیرہ کا بیان ہے "**كان رسول الله ﷺ يقبل الهدية ويثيب عليها**" " آپ ﷺ تحفہ قبول کر لیتے اور اس کا بدلہ عطا فرماتے تھے۔" (**التمہید ۲/۶، ۳/۸۸**)

ہدیہ کی قبولیت میں ان شروط کا خیال رکھنا ضروری ہے:

۱۔ شاگرد اسے ہرگز بوجھ یا تاوان جیسا تصور نہ کرتے ہوں۔

۲۔ شاگردوں میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قیمتی تحفہ دینے کا رجحان پیدا نہ ہونے دیا جائے۔

۳۔ ہدیہ کم دینے یا نہ دینے والے پر ذرا سا بھی تاثر ظاہر نہ ہونے دیا جائے۔

۴۔ ممکن ہو تو ہر ایک کو جوابی تحفہ دیا جائے، ورنہ دعائے خیر کی جائے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس تحفے میں کوئی کھانے پینے کی چیز لائی جاتی تو آپ اپنے قریبی شاگردوں (اصحاب صفہ) یا اہل مجلس کے سامنے پیش کرتے تھے۔ (بخاری مسلم وغیرہ کی متعدد روایات)

علامہ ابن عبدالبر نے ان واقعات سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ اہل مجلس کو ہدیے میں شریک کرنا مروت واخوت کا تقاضا ہے، اگرچہ واجب نہیں۔ (**التمہید ۲۱/۱۲۴**)

لہذا ہمارا مشورہ یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں مٹھائی قبول کر کے بچوں میں بھی تقسیم کیا جائے اور کپڑے وغیرہ شکریہ کے ساتھ واپس کر دیے جائیں۔

سوال نمبر 2: ہم تراویح کے بعد حسب استطاعت نوافل کا اہتمام بھی کیا کرتے تھے، پھر پتہ چلا کہ یہ بدعت ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے رمضان اور غیر رمضان میں 11 رکعات سے زیادہ نہیں پڑھیں۔

جواب: اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو علمائے امت نے اکثر حالات پر محمول کیا ہے۔ بعض احادیث میں تیرہ رکعات بھی ثابت ہیں۔

شرعاً قیام اللیل کے لیے کوئی تعداد مقرر نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "**صلاة الليل مثنى مثنى، فاذا خشي أحدكم الصبح صلى ركعة واحدة توتر له ماقد صلى**" (**متفق عليه**) "رات کی نفلی نماز دو دو رکعت کر کے

پڑھنا ہے، ہاں کسی کو فجر طلوع ہونے کا خطرہ ہوتو ایک رکعت پڑھ لے، جو اس کی ادا کی گئی نماز کو طاق (وتر) کر دے گی''۔

اس حدیث کی رو سے انسان سکون اور تسلی کے ساتھ جتنی رکعتیں پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے۔لہذا گیارہ رکعات سے زیادہ کو بدعت کہنا غلط ہے۔اگر کسی کو توفیق الٰہی سے رسول اللہ ﷺ کی نمازوں کی طرح گیارہ رکعات یا کم وبیش پڑھنا نصیب ہو اور اس پر ہمیشگی ہوتو یہ افضل ہے،جس طرح حضرت عائشہ نے رمضان میں نماز نبویہ کے متعلق سوال کے جواب میں کہا:''ما كان رسول الله ﷺ يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة،يصلي أربعا فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ،ثم يصلي أربعا فلا تسأل عن حسنهن وطولهن،ثم يصلي ثلاثا''(متفق عليه) ''آپ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔چار رکعت اس طرح پڑھتے کہ تو نہ پوچھ کہ انہیں کس قدر خشوع وخضوع سے اور کتنی لمبی پڑھا کرتے تھے (یعنی میرے پاس اس کی وضاحت کے لیے الفاظ نہیں) پھر کچھ دیر ٹھہر کر اور چار رکعتیں پڑھتے تو اس کی خوبی اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھ۔پھر تین رکعتیں (وتر) پڑھتے تھے''۔

''صلاة الليل مثنىٰ مثنىٰ'' کی مناسبت سے اس حدیث میں ''يصلي أربعا'' کا مطلب لیا جاتا ہے کہ دو رکعتوں پر سلام پھیرتے تھے، پھر دو رکعت مزید پڑھ کر کچھ وقفہ کیا کرتے تھے۔اس طرح تسلی سے لمبی نماز پڑھنے والا خوش نصیب رکعات کی کمیت اور کیفیت دونوں میں سنت کا پیروکار ہے۔اور گیارہ سے زیادہ رکعات سکون سے پڑھنے والا بھی کثرت عبادت کے شرف سے بہرہ ور ہوتا ہے اور مختصر گیارہ رکعات ٹھیک طرح پڑھنے والا عدد رکعات میں سنت پر عامل ہوتا ہے۔لیکن کوے کے چونچ مارنے کی طرح رکوع،سجود کرنے والا نماز کے نام پر صرف ورزش کرتا ہے اور قرآن کو بے تحاشا تیز پڑھنے والا امام بھی تلاوت کا حق ادا نہیں کرتا۔تمام مسلمانوں کو اللہ پاک کی عبادت،رسول پاک ﷺ کی سنت کے مطابق کرنا چاہیے۔

سوال نمبر 3: نماز کی صف بندی میں پاؤں آگے سے ملانا چاہیے یا پیچھے سے؟ آگے سے ملانے کی صورت میں پاؤں ترچھے ہو جاتے ہیں، حالانکہ نماز میں پاؤں کا سیدھا اور انگلیوں کا قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔

جواب: رسول اللہ ﷺ کی زیر نگرانی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفوں سے متعلق یہ کیفیتیں پائی جاتی ہیں:

۱۔ کندھے، گھٹنے اور ٹخنے ملانا۔

نعمان بن بشیر فرماتے ہیں (فرأيت الرجل يلزق منكبه بمنكب صاحبه وركبته بركبته وكعبه بكعبه. (ابو داؤد باب ۹۴ تسوية الصفوف ۱/ ۴۳۲)

۲۔ ٹخنے ملانا۔

قال النعمان: رأيت الرجل منا يلزق كعبه بكعب صاحبه. (بخاري كتاب الاذان باب الزاق